السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے اپنی زوجہ سے علیحدگی اختیار کر کے تقریباً عرصہ تین سال سے اپنی زوجہ کے جمیع حاجات مع نان نفقہ کے بند کر دیا اور اس سبب سے زوجہ مذکورہ سخت تکلیف میں بتلا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زوجہ مذکورہ اس حالت میں اپنے نکاح کو شخص مذکور سے فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قالوا سُبحٰنَكَ لا عِلمَ لَنا إِلّا ما عَلَّمتَنا ۖ إِنَّكَ أَنتَ العَليمُ الحَكيمُ ﴿٣٢﴾... البقرة

''اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے، پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔''

عورت مذکورہ جب عدم انفاقِ زوج سے تکلیف میں بتلا ہو اور ضرر پائے اور ناچار ہو کر زوج سے نکاح کو فسخ کرانا چاہے تو ذیل کے فتوے کے موافق کرا سکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (البقرۃ: ۲۳۱)

''اور انھیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو۔''

اس آیت کریمہ کے تحت میں امام سیوطی ''تفسیر الإکلیل فی استنباط التنزیل'' میں لکھتے ہیں:

''فیه وجوب الإمساک بمعروف، وتحریم المضارة، واستدل به الشافعی علی أن العاجز عن النفقة یفرق بینه وبین زوجته، لأن اللہ تعالیٰ خیر بین الشیئین لا ثالث لهما: الإمساک بمعروف، والتسریح بإحسان، وهذا لیس ممسکا بمعروف فلم یبق إلا الفراق''

''اس میں معروف طریقے سے امساک واجب ہے اور اذیت پہنچانے کی حرمت ہے، اسی سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ نفقہ نہ دے سکنے والے شخص اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کر دی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو میں سے ایک کا اختیار دیا ہے، تیسری کوئی چیز نہیں ہے: معروف طریقے سے روک لیا جائے یا احسن طریقے سے رخصت کر دیا جائے اور یہ معروف طریقے سے امساک نہیں ہے، تو اب فراق یعنی جدائی ہی کی صورت باقی رہ جاتی ہے۔''

اور حدیث شریف میں ہے:

''عن أبی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال فی الرجل لا یجد ما ینفق علی امرأته قال: یفرق بینهما'' رواه الدارقطنی، هکذا فی منتقی الأخبار لمجد الدین ابن تیمیة۔ ''(سنن الدارقطنی ۳/ ۲۹۷)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فرمایا تھا جو اپنی بیوی پر خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔ مجد الدین ابن تیمیہ کی ''منتقی الأخبار'' میں ایسے ہے۔''

اور ''نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار'' میں ہے:

''وفی الباب عن سعید بن المسیب عند سعید بن منصور والشافعی وعبد الرزاق'' (نیل الأوطار ۷/ ۲۸)

''اس باب میں سعید بن المسیب کے واسطے سے سعید بن منصور، شافعی اور عبد الرزاق کے ہاں روایت منقول ہے۔''

اور بلوغ المرام میں ہے:

''عن عمر رضی اللہ عنه قال: إنه کتب إلی أمراء الأجناد فی رجال غابوا عن نسائهم أن یأخذوهم بأن ینفقوا أو یطلقوا، فإن طلقوا بعثوا بنفقة ما حبسوا'' أخرجه الشافعی والبیهقی بإسناد حسن۔ (مسند الشافعی ۱/ ۲۶۷، سنن البیهقی الکبری ۷/ ۴۶۹)

''عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت ہے کہ انھوں نے اجناد کے امرا کو ان اشخاص کے بارے میں لکھ بھیجا جو اپنی عورتوں سے لمبے عرصے سے غائب تھے کہ وہ ان کا مواخذہ کریں کہ یا تو وہ اپنی عورتوں کے نفقے کی ذمہ داری

لیں یا انہیں طلاق دیں۔ اگر وہ طلاق دیتے ہیں تو پچھلا نفقہ دیں۔ اس کی تخریج شافعی اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ کی ہے۔''

اور ''سبل السلام شرح بلوغ المرام'' میں ہے:

''ابنه دلیل علی أنها عنده لا یسقط النفقة بالمطل فی حق الزوجة، وعلی أنه یجب أحد الأمرین علی الأزواج: الإنفاق أو الطلاق'' (سبل السلام ۳/ ۲۲۶)

''یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک زوجہ کے حق میں نفقہ تنگ کرنے کی بنا پر ساقط نہیں ہوتا ہے، نیز اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ شوہروں پر دو میں سے ایک امر واجب ہے: انفاق یا طلاق۔''

اور ''زاد المعاد فی ھدی خیر العباد'' للإمام ابن قیم رحمہ اللہ میں ہے:

''صح عن عمر رضی اللہ عنہ أنہ کتب الی أمراء الأجناد فی رجال غابوا من نسائهم فأمرهم بأن ینفقوا أو یطلقوا، فإن طلقوا بعثوا بنفقة ما مضی، ولم یخالف عمر رضی اللہ عنہ فی ذلک منهم مخالف، قال ابن المنذر رحمہ اللہ: هذه نفقة موجبة بالكتاب والسنة والإجماع، ولا یزول ما وجب بهذه الحجج إلا بمثلها'' انتھی قولہ (زاد المعاد ۵/ ۵۰۸)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انھوں نے امرائے اجناد کو ایسے افراد کے بارے میں لکھ بھیجا جو اپنی عورتوں سے غائب تھے کہ یا تو ان کا نفقہ بھیجیں یا طلاق دیں اور اگر وہ طلاق دیتے ہیں تو پچھلا نفقہ بھیجیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔ ابن المنذر نے کہا ہے کہ یہ وہ نفقہ ہے جو کتاب و سنت اور اجماع سے واجب ہے۔ اس طرح کے مضبوط دلائل والے وجوب کا زوال یا اسقاط اسی کی مثل سے ممکن ہے۔''

ایضاً اسی کتاب میں ہے:

''ان الصحابة رضی اللہ عنهم أوجبوا للزوجة نفقة ما مضی'' (مصدر سابق)

''صحابہ رضی اللہ عنھم نے زوجہ کا گزشتہ نفقہ واجب قرار دیا ہے۔''

ان سب عبارات بالا سے یہ بات بہ خوبی ثابت ہوئی کہ معسر کی بی بی بہ سبب اعسار نان نفقہ وغیرہ کے اپنے نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے۔ علی ہذا القیاس، بلکہ بدرجہ اولی اس سے موسر کی بی بی بھی ان سب وجوہات سے اپنے نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے۔ اس بات کی موید اثر عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے۔ کما لا یخفی علی الماھرین۔

اب رہی یہ بات کہ عورت مذکورہ کس طرح سے اپنے نکاح کو فسخ کرائے؟ سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس عورت کو مناسب ہے کہ اپنے استغاثہ کو مع فتوے کے حاکم وقت یا نائب حاکم کے پاس پیش کرے اور ان کی مرضی کے موافق عمل کرے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ مقالات، وفتاویٰ

محدث فتویٰ